سورة هود

آيات ٨٤ - ٩٥

محمد اقبال

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ
الْمِيْزَانَ اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿٨٤﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ
بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ۬ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ
اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ
عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقَنِیْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ
اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿٨٨﴾ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ
شِقَاقِیْۤ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ
﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا
تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿٩١﴾

وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاھُمۡ شُعَیۡبًا ؕ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ وَلَا تَنۡقُصُوا الۡمِکۡیَالَ وَالۡمِیۡزَانَ اِنِّیۡۤ اَرٰىکُمۡ بِخَیۡرٍ وَّاِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ مُّحِیۡطٍ ﴿۸۴﴾

وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاھُمۡ شُعَیۡبًا - اور (بھیجا ہم نے) مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو

قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ - اس نے کہا اے میری قوم ! تم اللہ کی عبادت کرو

مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ - نہیں ہے تمہارے لیے کوئی بھی الٰہ اس کے سوا

وَلَا تَنۡقُصُوا - اور نہ تم کمی کرو

نَقَصَ یَنۡقُصُ ، نَقۡصاً - کمی کرنا

اردو: نقص، ناقص، نقصان، تنقیص

الۡمِکۡیَالَ وَالۡمِیۡزَانَ - پیمانے میں اور ترازو میں

کالَ یَکِیل ، کَیۡلاً - پیمائش کرنا، ناپ کردینا

مِکۡیال - ناپنے کا آلہ

مِیۡزَان - تولنے کا آلہ

اِنِّیۡۤ اَرٰىکُمۡ بِخَیۡرٍ - بیشک میں دیکھتا ہوں تم لوگوں کو (معاشی) بھلائی میں

رَاٰی یَرٰی ، رُؤۡیَۃً - دیکھنا

وَّاِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ - اور بیشک میں ڈرتا ہوں تم پر

عَذَابَ یَوۡمٍ مُّحِیۡطٍ - ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے

مُحِیۡط - احاطہ کرنے والا

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ - اور اے میری قوم تم پورا بھرو پیمانے کو

(و ف ي)
اَوْفٰى يُوْفِيْ ، اِيْفَآءً - پورا کرنا (IV)

اردو : وفا، ایفاء، وفات، مُتوَفّی (وفات دینے والا)، مُتوَفّٰی

وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ - اور ترازو کو انصاف سے

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ - اور حق سے کم مت دو لوگوں کو ان کی چیزیں

بَخَسَ يَبْخَسُ ، بَخْساً
گھٹا کر دینا

وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ - اور نہ انتشار پھیلاؤ زمین میں

عَثِيَ يَعْثٰى ، عُثُوًّا و عُثِيًّا - دنگا فساد کرنا

مُفْسِدِيْنَ - فساد پھیلانے والے بن کر

مُفْسِد - فساد پھیلانے والا

بَقِيَّتُ اللّٰهِ - اللہ کی چھوڑی ہوئی چیزیں

بَقِيَّةٌ - بَقَا سے، باقی
بچا ہوا، باقی ماندہ

بَقِيَّةُ اللّٰهِ - سے مراد حلال سرمایہ، جائز منافع اور ہر نفع بخش چیز جو اللہ کی طرف سے انسانوں کے لئے باقی ہے اور خیر وسعادت کا باعث ہے

خَيْرٌ لَّكُمْ - بہتر ہیں تمہارے لیے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ - اگر تم لوگ ہو ایمان لانے والے

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ - اور نہیں ہوں میں تم پر پہرے دار

حَفِيْظ نگران، نگہبان، محافظ

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ وَلَا تَنقُصُوا۟ ٱلْمِكْيَالَ وَٱلْمِيزَانَ ۚ إِنِّىٓ أَرَىٰكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ
عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾ وَيَٰقَوْمِ أَوْفُوا۟ ٱلْمِكْيَالَ وَٱلْمِيزَانَ بِٱلْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا۟ ٱلنَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا۟ فِى ٱلْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ ٱللَّهِ خَيْرٌ
لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿٨٦﴾

اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا اُس نے کہا "اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو آج میں تم کو اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں، مگر مجھے ڈر ہے کہ کل تم پر ایسا دن آئے گا جس کا عذاب سب کو گھیر لے گا۔ اور اے برادران قوم، ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اگر تم کو (میرے کہنے کا) یقین ہو تو خدا کا دیا ہوا نفع ہی تمہارے لیے بہتر ہے اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں

And to (the people of) Midian We sent their brother Shu'ayb. He said: 'My people! Serve Allah; you have no god other than Him. And do not diminish the measure and weight. Indeed I see that you are prospering now, but I fear for you the chastisement of an encompassing day in the future. My people! Give full measure and weight with justice, do not diminish the goods of others, and do not go about creating corruption in the land. The gains that Allah lets you retain are better for you, if you indeed believe. In any case, I have not been appointed a keeper over you.

محمد اقبال

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

اہل مدین اور حضرت شعیب علیہ السلام

- مشرکینِ مکہ کو اللہ کے نبی کی دعوت سے انکار کے نتیجے میں ان کا انجام یاد دلانے کے لیے مختلف امتوں کی جو سرگزشت سنائی جا رہی ہے یہ اس سلسلے کی پانچویں سرگزشت ہے (اس سے پہلے قوم نوح، قوم عاد، قوم صالح اور قوم لوط کے حالات گزر چکے)
- اس سرگذشت کا بنیادی موضوع بھی وہی جو اس پہلے مذکورہ سرگزشتوں کا ہے، حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت بھی اپنی قوم (اہلِ مدین) کو وہی ہے جو اس سے پہلے آنے والے رسولوں کی تھی
- قومِ مدین: مدین شہر اور اس کے نواحی علاقہ میں آباد تھی جو خلیج عقبہ کے داہنی (مشرقی) طرف کے علاقہ تھا۔ یہ شہر بحر احمر کے اس مقام پر آباد تھا جہاں جزیرہ نمائے عرب کی دو تجارتی شاہراہیں آ کر ملتی تھیں، ایک شاہراہ شمالاً جنوباً تھی جو شام سے یمن جاتی تھی اور دوسری شرقاً غرباً تھی جو عراق سے مصر کو جاتی تھی۔ یہ علاقہ ان شاہراہوں کے مقام انقطاع (intersection) پر واقع تھا۔ قرآن مجید نے مدین سے گذرنے والے تجارتی راستے کو امامِ مبین (کھلی شاہراہ) قرار دیا جو قومِ لوط اور اہل مدین دونوں کے علاقے سے گذرتی تھی
- یمن و شام اور عراق و مصر کے تمام تجارتی قافلے یہیں سے گزرتے تھے۔ جس کی وجہ سے یہ علاقہ اس زمانے کا بہت بڑا تجارتی مرکز بن گیا تھا۔ نیتجتاً یہاں کے لوگ بہت خوشحال ہوگئے تھے
- اہل مدین کے بارے میں اہل علم کا خیال ہے کہ در حقیقت مدیان کی اولاد ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ یہ آپؑ کی تیسری بیوی قطورا سے تھے (لیکن اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کی طرح نبی نہیں تھے)، آپ کی اولاد مدین کے علاقے میں پھیلی

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾

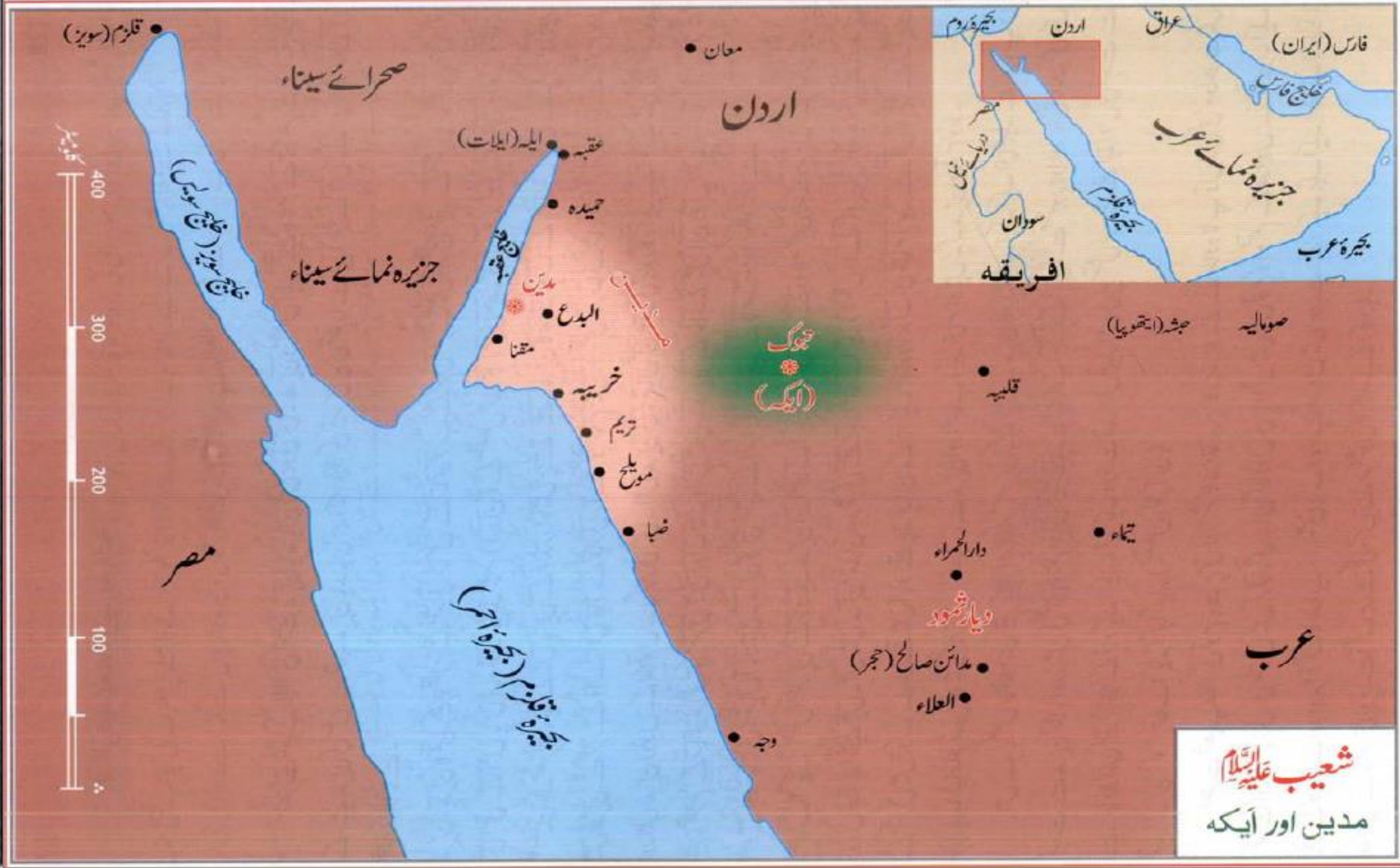

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

- **اہل مدین کے فساد کی نوعیت:** اہل مدین، مدیان کی اولاد ہیں، اگر یہ خیال درست ہے تو پھر یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ وہ کافر نہیں بگڑے ہوئے مسلمان تھے کیونکہ مدیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹا ہونے کی وجہ سے یقیناً مسلمان ہوں گے اور ان کی اولاد بھی مسلمان رہی ہوگی۔ اور پھر آہستہ آہستہ ان میں خرابیاں پیدا ہوئیں
- ان کی بنیادی خرابی تو شرک کی ہی خرابی تھی اور یہی وہ شجر خبیثہ ہے جس کے برگ و بار انسانی زندگی کے معاشرتی، سماجی، معاشی اور دیگر تمام شعبوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ چونکہ اہل مدین کا سب سے نمایاں پہلو اُن کی تجارت اور اقتصاد تھا لہٰذا قومی اور اجتماعی زندگی کا یہ شعبہ جب شرک کے تصرف میں آیا تو اس نے اس شعبے کے اندر بھی انڈے بچے دیئے جس نے آگے آگے چل کر معاشرے میں معاشی فساد (Economic disorder) پیدا کیا، جسے وہ معاشی خوشحالی کا سبب سمجھتے تھے
- انہوں نے ناپ تول میں کمی کرنے کو اپنا پیشہ ورانہ ہنر بنالیا۔ اس فن کے ایک سے ایک بڑھ کر ماہر ان میں پیدا ہونے لگے اور کسی کے اندر اس امر کا احساس بھی باقی نہیں رہا کہ یہ ترقی وکامرانی کی راہ نہیں بلکہ فساد فی الارض کی راہ ہے۔
- **شعیب علیہ السلام کی دعوت:** آپ نے اپنی دعوت کی بنیاد اسی اساسی حقیقت کو بنایا جو تمام انبیاء کرام کی دعوت کی بنیاد رہی ہے یعنی توحید کیونکہ شرک کے انحراف سے ہی تمام انحرافات کے دروازے کھلتے ہیں، اس کے ساتھ آپ نے ان کے معاشرتی اور معاشی فساد کی اصلاح کی دعوت بھی پورے یقین اور شرح صدر کے ساتھ دی
- آپ نے انہیں فرمایا کہ تم ناپ تول میں کمی مت کرو یہ پورے نظام معاشرت و معیشت کے درہم برہم کردینے کے ہم معنی ہے، یہ فساد فی الارض ہے، اگر تم اس روش پر قائم رہے تو بالآخر تمدن کی عمارت کی کوئی اینٹ بھی اپنے مقام پر قائم نہ رہ سکے گی اس لیے کہ خدا نے آسمان وزمین کو ایک میزان پر قائم کیا ہے۔ اور اس میں بگاڑ کا مطلب انسانی زندگی میں کلی بگاڑ ہے

اسلام کا اخلاقی نقطۂ نظر

- اسلامی نظام حیات میں نظریات اور عقائد کا تعق براہ راست امانت ، دیانت ، عدل و انصاف اور لین دین میں اصول انصاف کے قیام اور معاشرے سے جرائم کے خاتمے سے ہوتا ہے۔
- اسلام کے اخلاقی نقطہ نظر میں اور اسلام کے اخلاقی اصولوں میں معیشت، زراعت اور صنعت و حرفت عوامل کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا ہے
- اسلامی اخلاقیات اور اسلامی شریعت و قوانین کا ماخذ قرآن اور سنت ہیں اور اسلامی قانون اور اخلاق کا نصب العین صرف رضائے الٰہی کا حصول ہے اور آخرت کے عذاب کا خوف اور ثواب کا حصول اسلامی نظام اور معاشرے میں اصل محرک ہے
- دنیا میں انسانوں کے وضع کردہ نظام ہائے قانون و اخلاق چونکہ تجارتی روابط ، اقتصادی حالات اور ذاتی اور قومی مفادات کو پیش نظر رکھ کر بنائے اور وضع کیے جاتے ہیں، اس لیے یہ تصورات اور یہ اخلاقیات اسلامی زاویہ نگاہ سے بالکل لغو اور بودے ہوتے ہیں

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾

حضرت شعیب کی دعوت اصلاح (سابقہ آیت کا مضمون ایک دوسرے پہلو سے)

- پہلی آیتِ کریمہ میں صرف ناپ تول میں کمی سے روکا گیا، یہاں فرمایا گیا کہ زندگی کی اصل ضرورت قسط یعنی عدل وانصاف کا قائم کرنا ہے، اس کی ضرورت صرف ناپ تول میں نہیں، زندگی کے ہر شعبے میں ہے۔
- جہاں کہیں قسط کو نقصان پہنچتا ہے وہاں اعتدال رخصت ہو جاتا ہے لوگوں کے ساتھ معاملات میں جہاں بھی کمی بیشی ہوتی ہے چاہے وہ لین دین میں ہو، میل جول میں ہو، تعلقات اور قرابت داری میں ہو، زندگی کے کسی بھی معاملے میں ہو، وہیں اعتدال ختم ہو جاتا ہے اور وہیں سے فساد کو راستہ ملتا ہے
- زندگی میں ہمیں جہاں جہاں بھی ناہمواریاں نظر آتی ہیں چاہے وہ انفرادی زندگی میں ہوں یا اجتماعی زندگی میں، اس کا دائرہ معاشرتی ہو یا معاشی، اس کا رشتہ حکومت سے وابستہ ہو یا عدالت سے وہ اسی حقیقت کے گم ہو جانے کے سبب سے ہیں اور ان ہی بنیادی تعلقات کی ناہمواری اور عدل و قسط کی پامالی سے معاشرے میں وسیع پیمانے پر فساد جنم لیتا ہے
- تجارتی معاملات کو اپنی خیانتوں کے باعث غیر متوازن اور ناہموار کرنے کے ذمہ دار لوگوں کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ان خیانتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہو اور اس طرح سے اپنی امارت اور رفاہیت میں اضافہ کر سکتے ہو حالانکہ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم فساد کا دروازہ کھول رہے ہو۔
- اللہ نے تمھیں اچھا رزق دیا ہے، اس کی نعمتوں اور اس خوشحالی کے شکر کا تقاضا ہے کہ تم معاشرے میں امانت عدل اور حسن معاملہ کے اصولوں کی پیروی کرو، جس سے ایک منصفانہ معاشی نظام اور عدل وانصاف قائم ہو سکتا ہے

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ - انھوں نے کہا، اے شعیب !

اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ - کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے

اَنْ نَّتْرُكَ مَا - کہ ہم (پوجنا) چھوڑ دیں انھیں جن کو

تَرَكَ - چھوڑنا

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ - پوجا کرتے تھے ہمارے آبا و اجداد

اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا - یا (نہ) کریں ہم اپنے مالوں میں

فَعَلَ يَفْعَلُ ، فَعْلاً - کرنا

مَا نَشٰٓؤُا - وہ جو ہم چاہیں

شَآءَ يَشَآءُ ، مَشِيْٓئَةً - چاہنا

اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ - بس تم ہی تو رہ گئے ہو بردبار اور نیک چلن آدمی ؟

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ - (شعیب نے) کہا: اے میری قوم ! کیا تم نے غور کیا

رَاٰى يَرٰى ، رُؤْيَةً - دیکھنا

اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ - اگر ہوں میں ایک واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے

وَرَزَقَنِیۡ مِنۡهُ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُخَالِفَکُمۡ اِلٰی مَاۤ اَنۡهٰکُمۡ عَنۡهُ ؕ اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡهِ اُنِیۡبُ ﴿۸۸﴾

وَرَزَقَنِیۡ مِنۡهُ - اور عطا کیا ہو اس نے مجھے اپنے پاس سے

رِزۡقًا حَسَنًا - اچھا رزق

(ا) اسبابِ زندگی، (۲) علم حق (وحی الٰہی)، صراط مستقیم کی طرف رہنمائی

وَمَاۤ اُرِیۡدُ - اور نہیں ہے میرا یہ ارادہ

أَرَادَ يُرِيْدُ ، إرادةً - ارادہ کرنا، چاہنا

اَنۡ اُخَالِفَکُمۡ - کہ میں مخالفت کروں

خَالَفَ يُخَالِفُ ، مُخالفةً - خلاف کرنا، مخالفت کرنا (III)

اِلٰی مَاۤ اَنۡهٰکُمۡ عَنۡهُ - اس کی میں منع کرتا ہوں تم کو جس سے

نَهَى يَنهَى ، نَهْيًا - روکنا، منع کرنا

اِنۡ اُرِیۡدُ اِلَّا - نہیں چاہتا میں مگر

الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ - اصلاح کرنا اپنی استطاعت کے مطابق

وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ - اور نہیں ہے مجھے توفیق مگر اللہ کی طرف سے

تَوْفِيْق - اللہ کی جانب سے بندے کے لئے شر کی راہ مسدود ہونا اور خیر کی راہ کھلنا، اللہ کی مدد، خیر میں کامیابی، خوش قسمتی

عَلَیۡهِ تَوَکَّلۡتُ وَاِلَیۡهِ اُنِیۡبُ - اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی سے میں رجوع کرتا ہوں

أَنَابَ يُنِيْبُ ، إنابةً - پلٹنا، رجوع کرنا

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ
اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَ
مَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿٨٨﴾

انھوں نے جواب دیا "اے شعیبؑ، کیا تیری نماز تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان سارے معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ یا یہ کہ ہم کو اپنے مال میں اپنے منشا کے مطابق تصرف کرنے کا اختیار نہ ہو؟ بس تو ہی تو ایک عالی ظرف اور راستباز آدمی رہ گیا ہے!" شعیبؑ نے کہا "بھائیو، تم خود ہی سوچو کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر تھا اور پھر اس نے اپنے ہاں سے مجھ کو اچھا رزق بھی عطا کیا (تو اس کے بعد میں تمہاری گمراہیوں اور حرام خوریوں میں تمہارا شریک حال کیسے ہو سکتا ہوں؟) اور میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں ان کا خود ارتکاب کروں میں تو اصلاح کرنا چاہتا ہوں جہاں تک بھی میرا بس چلے اور یہ جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس کا سارا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے، اُسی پر میں نے بھروسہ کیا اور ہر معاملہ میں اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں

They replied: 'O Shu'ayb! Does your Prayer enjoin upon you that we should forsake the deities whom our forefathers worshipped, or that we should give up using our wealth as we please? Do you fancy that you, and only you, are forbearing and right-directed? Shu'ayb said: 'My people! What do you think? If I stand on clear evidence from my Lord, and He has also provided me a handsome provision from Himself -(should I be ungrateful to Him and share your error and iniquity?) Nor do I desire to act contrary to what I admonish you. I desire nothing but to set things right as far as I can. My succour is only with Allah. In Him have I put my trust, and to Him do I always turn

محمد اقبال

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝

حضرت شعیب پر قوم کا طنز

- شعیب علیہ السلام جب قوم کو ان کے معاشی و معاشرتی فساد اور عدل و انصاف کی پامالی اور معاملات میں خیانت سے روکا تو قوم نے آپ پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو تجھے بہت دانا اور بینا آدمی سمجھتے تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تیری نمازوں نے تیری عقل برباد کردی۔
- کیا تمہاری نماز تمہیں یہی سکھاتی ہے کہ جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہم ان کی عبادت ترک کردیں اور اپنے مال میں اپنے صواب دید کے مطابق تصرف بھی نہ کریں
- یہ دراصل ایک طعن آمیز فقرہ ہے جس کی روح آج بھی آپ ہر اس سوسائٹی میں موجود پائیں گے جو خوف خدا سے غافل اور فسق و فجور میں ڈوبی ہوئی ہے چونکہ نماز دینداری کا سب سے پہلا اور سب سے زیادہ نمایاں مظہر ہے اور دینداری کو فاسق و فاجر لوگ ایک خطرناک بلکہ سب سے زیادہ خطرناک مرض سمجھتے ہیں اس لیے نماز ایسے لوگوں کی سوسائٹی میں عبادت کے بجائے علامت مرض شمار ہوتی ہے
- یہ وہی تصور ہے جو آج کے جدید زمانے میں Sacred right of ownership کے خوبصورت الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے جبکہ اسلام میں ملکیت کا ایسا تصور نہیں ہے۔ اسلام کی رو سے ہر چیز کا مالک اللہ ہے اور دنیا کا یہ مال اور ساز و سامان انسانوں کے پاس اللہ کی امانت ہے، جس میں اللہ کی مرضی کے خلاف تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا اسلام ملکیت کے کسی " مقدس حق " کو تسلیم نہیں کرتا
- یہ خالص سیکولرزم (Secularism) کی نمائندہ فکر ہے کہ مذہب کو صرف عبادات اور پوجا پاٹ تک محدود رکھا جائے، اور زندگی کے تمام معاملات کو یکسر اس سے لاتعلق کردیا جائے

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

اسلام کے مقابلے میں جاہلیت کے نظریے کی پوری ترجمانی

- سیکولرزم کا بیانیہ آج بھی یہی ہے کہ دین آخر معاشی معاملات میں کیوں دخل اندازي کرتا ہے، کیوں سرمایہ داری کے سود کے نظام کو تبدیل کرنا چاہتا ہے؟ حکومت کے نظام میں کیوں تصرف کرتا ہے؟ معاشرتی اور معاشی ڈھانچے میں دینی تعبیر کیوں مسلط کرنا چاہتا ہے؟ یہ لوگ عبادات اور اپنی اخلاقی تعلیمات کو اپنی نجی زندگی (Personal life) تک محدود رکھیں
- اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اللہ کی بندگی صرف ایک محدود مذہبی دائرے ہی میں نہیں ہونی چاہیے بلکہ تمدن معاشرت معیشت سیاست غرض زندگی کے تمام شعبوں میں ہونی چاہیے، اس لیے کہ دنیا میں انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے اللہ ہی کا ہے اور انسان کسی چیز پر بھی اللہ کی مرضی سے آزاد ہو کر خود مختارانہ تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا
- جدید جاہلیت، ارتقاء کرکے یہاں نہیں، یہ اسی قدیم جاہلیت کے بیانیے کی علمبردار ہے۔ زندگی کو مذہبی اور دنیوی دائروں میں الگ الگ تقسیم کرنے کا تخیل آج کوئی نیا تخیل نہیں ہے بلکہ آج سے تین ساڑھے تین ہزار برس پہلے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو بھی اس تقسیم پر ویسا ہی اصرار تھا جیسا آج اہل مغرب اور ان کے مشرقی شاگردوں کو ہے۔
- شعیب علیہ السلام کی قوم کو آپ کے نماز پڑھنے پر اعتراض نہ تھا بلکہ اقامت صلوٰۃ کے منطقی، فطری و شرعی نتیجے میں اقامت دین کے تقاضے پر وہ سیخ پا ہو جاتے۔ اپنے نبی علیہ السلام سے کہتے تھے تم جتنی نمازیں چاہو پڑھو لیکن تمہاری نماز کو ہمارے معاملات زندگی سے کیا علاقہ؟ انہوں نے سیکولرازم کی فکر کے عین مطابق خدا کو مسجد میں بند کر دیا تھا اور کاروبار حیات کو اپنی من مرضی، اپنے تجربے، اپنے مفاد اور صرف دنیاوی منافع کی بنیاد پر چلانا چاہتے تھے۔
- سیکولرازم - پارلیمان، تھانہ، کچہری، عدالت، نظام تعلیم اور کل سماجی اداروں اور اجتماعی معاملات سے خدا کو بے دخل کر دیا جائے

سیکولرزم کی فریاد

یہ کس نے الاپا ہے یہاں نغمۂ الہام؟
یہ کس نے سنایا ہمیں اسلام کا پیغام؟
پکڑو انھیں! یہ کون ہیں سرگشتۂ اوہام!
________انہیں دار چڑھا دو!

فرسودہ سی اک بات نکالی ہے انہوں نے
مذہب میں سیاست بھی ملالی ہے انہوں نے
کیوں رنگ میں بھنگ آکے یہ ڈالی ہے انہوں نے
ہر قول پہ تعریض ہے، ہر فعل پہ الزام!
________انہیں دار چڑھا دو!

یوں دور نبوت کو ہمیں یاد دلانا
قرآں سے ہمیں چھانٹ کے آیات سنانا
خورشید کو یوں لے کے دیئے تارے دکھانا
سودائی ہیں یہ لوگ! یہ سودا ہے بڑا خام!
________انہیں دار چڑھا دو!

ہم لوگ قدم آگے بڑھائیں تو گنا ہی! — کلچر کی کوئی بزم سجائیں تو گنا ہی!
مینا کو پیالوں پہ جھکائیں تو گنا ہی! — ناچیں تو خطار ہیں، گائیں تو گنا ہی!
"لیڈیز" کو میدان میں لائیں تو گنا ہی! — جمہور کو تہذیب سکھائیں تو گنا ہی!
مذہب سے سیاست کو چھڑائیں تو گنا ہی — اسلام پہ گر وعظ سنائیں تو گنا ہی
جو دل میں ہے وہ لب پہ جو لائیں تو گنا ہی

محبوس تھا کل اپنی روایات میں اسلام
اب ٹانگ اڑاتا ہے ہر اک بات میں اسلام
خطبات و تقاریر و بیانات میں اسلام
خبروں میں، صحافت میں، مقالات میں اسلام
فریادوں میں اسلام، شکایات میں اسلام
افسانوں میں، شعروں میں حکایات میں اسلام
تعلیم و تمدن کے ادارات میں اسلام
داخل ہوا کلچر کی عمارات میں اسلام
آپہنچا محل تک کے مضافات میں اسلام
گھسنے کو ہے محفوظ مقامات میں اسلام
اب روک لو اسلام کے "دیوانوں" کا اقدام
____انہیں دار چڑھا دو!

نعیم صدیقی

قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَرَزَقَنِىۡ مِنۡهُ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ اُخَالِفَكُمۡ اِلٰى مَاۤ اَنۡهٰٮكُمۡ عَنۡهُ ؕ اِنۡ اُرِيۡدُ اِلَّا الۡاِصۡلَاحَ مَا اسۡتَطَعۡتُ ؕ وَمَا تَوۡفِيۡقِىۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ اُنِيۡبُ ﴿۸۸﴾

قول و فعل کا باہمی تضاد ایک داعی حق کے شایان شان نہیں

- حضرت شعیب نے وہی بات فرمائی جو دوسرے انبیاء و رسل اپنی اپنی قوم سے فرماتے آئے تھے کہ تمہارے درمیان رہتے ہوئے میرا کردار اور اخلاق پہلے بھی مثالی تھا، میں اس معاشرے میں ایک شریف النفس اور سلیم الفطرت انسان کے طور پر معروف تھا۔ پھر مجھے اللہ نے نبوت اور رسالت سے بھی سرفراز فرمادیا۔
- اب اگر میں ہدایت کی اس شاہراہ سے ہٹ کر چلوں جو میرے رب نے مجھے دکھائی ہے تو اس کی پکڑ سے مجھے کون بچائے گا؟
- میں تمہیں کاروبار میں امانت و دیانت کی ترغیب کیوں دیتا ہوں اور ناپ اور تول میں کمی بیشی سے کیوں روکتا ہوں اور مالی معاملات کو جائز طریقوں پر چلانے کی تاکید کیوں کرتا ہوں تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مجھے تمہاری خوشحالی سے حسد ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تم اپنے کاروبار میں ترقی کرو۔ میری صحیح پوزیشن یہ ہے کہ میں صرف تمہاری اصلاح چاہتا ہوں۔ یعنی تمہارے عقائد اور تمھارا ے اعمال کو سنوارنا چاہتا ہوں۔ میں تمہارے تمام معاملات کی درستی چاہتا ہوں
- میری سچائی کا تم اس بات سے اندازہ کر سکتے ہو کہ جو کچھ دوسروں سے کہتا ہوں اسی پر خود عمل کرتا ہوں۔ جو آدمی ضمیر کی زندگی سے زندہ ہو، جس کے اندر فطرت کا نور روشن ہو، جو زندگی کے معاملات میں نہایت صاف ستھرا اور حدود میں محدود رہنے والا ہو اس کے بارے میں یہ کیسے سوچا جاسکتا ہے کہ وہ جن غلط کاموں سے تمہیں روک رہا ہے خود ان کو کروں گا
- انسانی معاشرے کی اصلاح، توحید، وحدہٗ لا شریک کی پرستش، لین دین اور اقتصادی امور میں عدل و انصاف کرنے میں پوشیدہ ہے

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ - اور اے میری قوم ہرگز آمادہ نہ کرے تم کو

شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ - میری مخالفت کرنا کہ آپڑے تم کو

مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ - اس کے جیسا جو آلگا قومِ نوح کو

اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ - یا قوم ہود کو یا قوم صالح کو

وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ - اور نہیں ہے لوط (علیہ السلام) کی قوم

مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ - تم سے کچھ زیادہ دُور

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ - اور معافی مانگو تم اپنے رب سے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ - پھر پلٹ آؤ اسی کی طرف

جَرَمَ يَجْرِمُ ، جَرْماً - اکسانا، آمادہ کرنا

شِقَاقِ - دشمنی، لڑائی، مخالفت،

أصَابَ يُصِيْبُ ، إصَابةً - آلگنا، آپڑنا (IV)

إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَّدُودٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرٰكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿٩١﴾

إِنَّ رَبِّي - بیشک میرا رب

رَحِيمٌ وَّدُودٌ - بہت رحم کرنے والا ، بے انتہا محبت کرنے والا ہے

وَدُوْد - بہت محبت رکھنے والا

قَالُوا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ - انھوں نے کہا اے شعیب ! نہیں ہم سمجھتے وہ

فَقَهَ يَفْقَهُ ، فِقْهًا وَ فَقَهًا - سمجھنا

كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ - زیادہ تر جو تو کہتا ہے

وَإِنَّا لَنَرٰكَ - اور ہم یقیناً دیکھتے ہیں تمہیں

لَ - لام تاکید

رَاٰى يَرٰى ، رُؤْيَةً - دیکھنا

فِينَا ضَعِيفًا - اپنے درمیان کمزور

وَلَوْلَا رَهْطُكَ - اور اگر نہ ہوتی برادری تمہاری

رَهْط - قبیلہ، قوم، برادری کے لوگ جنکی تعدا 40 سے کم ہو

لَرَجَمْنٰكَ - تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کردیتے

رَجَمَ يَرْجُمُ ، رَجْمًا - پتھر مار مار کرہلاک کردینا

وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ - اور نہیں ہو تم ہم پر کچھ غالب

عَزِيْز - غالب، عزت والا، زبردست، قوی، گرامی قدر

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ
تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ
عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿٩١﴾

اور اے.برادران قوم، میرے خلاف تمہاری ہٹ دھرمی کہیں یہ نوبت نہ پہنچا دے کہ آخر کار تم پر بھی وہی عذاب آ کر رہے جو نوحؑ یا ہودؑ یا صالحؑ کی قوم پر آیا تھا اور لوطؑ کی قوم تو تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں ہے۔ دیکھو! اپنے رب سے معافی مانگو اور اس کی طرف پلٹ آؤ، بے شک میرا رب رحیم ہے اور اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے انہوں نے جواب دیا "اے شعیبؑ، تیری بہت سی باتیں تو ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تو ہمارے درمیان ایک بے زور آدمی ہے، تیری برادری نہ ہوتی تو ہم کبھی کا تجھے سنگسار کر چکے ہوتے، تیرا بل بوتا تو اتنا نہیں ہے کہ ہم پر بھاری ہو"

My people! Let not your opposition to me lead you to guilt that would bring upon you the chastisement that struck earlier the people of Noah, and the people of Hud, and the people of Salih. And the land of the people of Lot is not far from you!
Seek the forgiveness of your Lord and turn to Him in repentance. Surely my Lord is Ever Merciful, Most Loving. They said: 'O Shu'ayb! We do not understand much of what you say.102 Indeed we see you weak in our midst. Were it not for your kinsmen, we would surely have stoned you for you have no strength to overpower us.

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿٨٩﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿٩٠﴾

ہدایت کے ردو قبول میں افراد کی ذہنیت

- ہدایت کے ردو قبول میں افراد اور اقوام کی ذہنیت ایک جیسی واقع ہوئی ہے۔
- قومیں اپنے رسولوں ، انبیاء اور مصلحین کی شروع میں مخالفت شروع کرتی ہیں اور یہ مخالفت بڑھتے بڑھتے دشمنی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس کا ہدف داعی کی ذات سے بڑھ کر دعوت کی ہر بات سے نفرت بن جاتا ہے، دعوت دینے والے کی ہر بات کو رد کرنا اور دعوت کا ہر ممکنہ طور پر راستہ روکنا اس کے لیے چاہے اپنا نقصان کیوں نہ کرنا پڑے۔
- **شعیب علیہ السلام کی تنبیہ** اپنی قوم کو، میری ضد میں تم نے جو روش اختیار کی ہے کہیں وہ تمہارے لیے اس بات کا سبب نہ بنا جائے کہ تم پر کوئی اس طرح کا عذاب آ دھمکے جس طرح کے عذاب قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر اس سے پہلے آ چکے ہیں اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور بھی نہیں ہے کیونکہ سدوم، علاقہ مدین سے صرف سو ڈیڑھ سو کلو میٹر دوری پر واقع ہے
- **شعیب علیہ السلام کی استغفار و توبہ کی ترغیب** ۔اگر خیریت چاہتے ہو تو میری بات سنو اور اپنے گناہوں کی اپنے رب سے معافی مانگو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ رجوع سے یہ مراد - اپنی موجودہ روش سے باز آ کر وہ راہ اختیار کرو جو خدا کی پسندیدہ راہ ہے اور جس کی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں۔
- **توبہ کے دو بنیادی رکن ہیں:** ایک استغفار، دوسرا اصلاح یعنی آدمی اپنے رب اپنے جرائم کی معافی بھی مانگے اور صحیح راہ اختیار کر کے عملاً اپنے رویہ کی اصلاح کا ثبوت بھی دے۔اس کے بغیر کوئی توبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ٹھہرتی۔
- اللہ تعالیٰ سنگدل اور بے رحم نہیں ہے، اس کا دامنِ رحمت بہت وسیع ہے اور اپنی مخلوق سے وہ بے پایاں محبت رکھتا ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ - (شعیب نے) کہا: اے میری قوم! کیا میری برادری

عَزَّ یَعِزُّ، عِزًّا و عِزَّةً - عزت والا ہونا، زبردست ہونا

اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ - زیادہ زبردست ہے تمہارے لیے اللہ سے

اَعَزُّ - زیادہ عزت والا، زیادہ زبردست

وَ اتَّخَذْتُمُوْهُ - اور تم نے بنا رکھا ہے اس کو (یعنی اللہ کو)

اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ ، اِتِّخَاذاً - پکڑنا، ڈالنا، بنانا (VIII)

وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا - پیٹھ پیچھے ڈالا ہوا (یعنی بھلایا ہوا)

ظَهر - پشت

وَرَآءَ - پیچھے (یا آگے)

ظِهْرِياً - پشت پہ ڈالا ہوا، بھلایا ہوا

اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ - بیشک میرا رب احاطہ کیے ہُوئے ہے اس کا جو تم کرتے ہو

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا - اور اے میری قوم! تم عمل کیے جاؤ

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ - اپنی جگہ پر (اپنے طریقے پر)

اِنِّيْ عَامِلٌ - بیشک میں (بھی) عمل کر رہا ہوں (اپنے طریقے پر)

عَامِل - عمل کرنے والا

سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ - عنقریب معلوم ہو جائے گا تم کو

سَوْفَ - جلد (حرف مستقبل)

مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ وَمَنۡ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارۡتَقِبُوۡۤا اِنِّىۡ مَعَكُمۡ رَقِيۡبٌ ۝٩٣ وَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّيۡنَا شُعَيۡبًا وَّالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا الصَّيۡحَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دِيَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ۝٩٤

مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ - کون ہے آئے (پہنچے) گا جس کو

اَتٰی یَاتِیْ ، اِتْیَاناً ۔ آنا

عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ - ایک ایسا عذاب جو رسوا کرے گا اس کو

اَخْزٰی یُخْزِیْ ، اِخْزَآءً ۔ رسوا کرنا

وَمَنۡ هُوَ كَاذِبٌ - اور کون ہے جو جھوٹا ہے

وَارۡتَقِبُوۡۤا - اور تم لوگ انتظار کرو

(ر ق ب)

اِرْتَقَبَ یَرْتَقِبُ ، اِرْتِقَاباً ۔ انتظار کرنا (VIII)

اِنِّىۡ مَعَكُمۡ رَقِيۡبٌ - بیشک میں (بھی) تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں

رَقِیْب ۔ نگرانی کرنے والا ، راہ دیکھنے والا ، انتظار کرنے والا

اردو: رقیب، رقابت، رقبہ

وَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا - اور جب آیا ہمارا حکم (عذاب)

نَجَّيۡنَا شُعَيۡبًا - تو بچا لیا ہم نے شعیب کو

وَّالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ - اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ

بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا - اپنی رحمت خاص سے

وَاَخَذَتِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا الصَّيۡحَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دِيَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ۝٩٤ كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّمَدۡيَنَ كَمَا بَعِدَتۡ ثَمُوۡدُ ۝٩٥ ( )

وَاَخَذَتِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا - اور پکڑ لیا ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا

الصَّيۡحَةُ - چنگھاڑ (دھماکے) نے

الصَّيِّحَة - زوردار چیخ، دھماکہ، چنگھاڑ

فَاَصۡبَحُوۡا - تو وہ ہو گئے

أصْبَحَ يُصْبِحُ ، إصْبَاحًا - ایک حالت سے دوسری حالت میں ہو جانا (IV

فِىۡ دِيَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ - اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرنے والے

دِیار ، دار کی جمع (گھر)

جَثَمَ يَجْثُمُ ، جَثْمًا - سینے کو زمین سے لگانا۔منہ کے بل لیٹنا

جَاثِم - اوندھے منہ لیٹنے / گرنے والا

كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا - جیسے کہ وہ رہتے ہی نہ تھے اس میں

غَنِيَ يَغۡنَى ، غَنِيً و غِنَاءً - آباد ہونا، مالدار ہونا

كَاَنۡ - اصل میں كَاَنَّ تھا

اَلَا بُعۡدًا لِّمَدۡيَنَ - سُن لو! لعنت ہے مدین والوں پر

اَلَا - حرفِ تنبیہ

كَمَا بَعِدَتۡ ثَمُوۡدُ - جیسی لعنت پڑی ثمود پر۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا
عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ
﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ
دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۙ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ع

شعیبؑ نے کہا "بھائیو، کیا میری برادری تم پر اللہ سے زیادہ بھاری ہے کہ تم نے (برادری کا تو خوف کیا اور) اللہ کو بالکل پس پشت ڈال دیا؟ جان رکھو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہے، اے میری قوم کے لوگو، تم اپنے طریقے پر کام کیے جاؤ اور میں اپنے طریقے پر کرتا رہوں گا، جلدی ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر ذلت کا عذاب آتا ہے اور کون جھوٹا ہے تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ چشم براہ ہوں، آخر کار جب ہمارے فیصلے کا وقت آگیا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیبؑ اور اس کے ساتھی مومنوں کو بچالیا اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک سخت دھماکے نے ایسا پکڑا کہ وہ اپنی بستیوں میں بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا
عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾
وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ
جٰثِمِيْنَ ۙ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ع

Shu'ayb said: My people! Are my kinsmen mightier with you than Allah that you (hold the kinsmen in awe while) you cast Allah behind your back? Surely my Lord encompasses all what you do.

My people! Go on working according to your way and I will keep working (according to mine). Soon you will come to know who will be afflicted by a humiliating chastisement, and who is proved a liar. And watch, I shall also watch with you.

And when Our command came to pass, We delivered Shu'ayb and those who shared his faith, through Our mercy, and the Blast seized those who were engaged in wrong-doing, so they lay lifeless in their homes , as though they had never dwelt in them before. Lo! Away with (the people of) Midian, even as the Thamud were done away with!

محمد اقبال

قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ مَا نَفۡقَہُ کَثِیۡرًا مِّمَّا تَقُوۡلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیۡنَا ضَعِیۡفًا ۚ وَ لَوۡ لَا رَہۡطُکَ لَرَجَمۡنٰکَ ۫ وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡنَا بِعَزِیۡزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ اَرَہۡطِیۡۤ اَعَزُّ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اتَّخَذۡتُمُوۡہُ وَرَآءَکُمۡ ظِہۡرِیًّا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطٌ ﴿۹۲﴾

شعیبؑ کو سنگسار کرنے دھمکی - آپؑ کا توکل علی اللہ

- یہ باتوں کا سمجھ میں نہ آنا کچھ اس بنا پر نہ تھا کہ حضرت شعیب کسی غیر زبان میں کلام کرتے تھے یا ان کی باتیں بہت مغلق اور پیچیدہ ہوتی تھیں۔ باتیں تو سب صاف اور سیدھی ہی تھیں اور اسی زبان میں کی جاتی تھیں جو یہ لوگ بولتے تھے لیکن ان کے ذہن کا سانچا اس قدر ٹیڑھا ہو چکا تھا کہ حضرت شعیب کی سیدھی باتیں کسی طرح اس میں نہ اتر سکتی تھیں
- یعنی یہ کہ تم کاروبار میں سچائی، راست بازی اور دیانتداری کی باتیں کرتے ہو اگر ہم ایسا کریں گے تو ہمارا تو سارا کاروبار ہی ٹھپ ہو جائے گا اگر ہم یہ کام نہ کریں گے تو کمائیں گے کیا اور کھائیں گے کیا؟ لہٰذا یہ نصیحتیں اپنے پاس ہی رکھو۔ تمہاری یہ باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ تو ہمارے درمیان ایک بے زور آدمی ہے۔ تیری برادری نہ ہوتی تو ہم کبھی کا تجھے سنگسار کر چکے ہوتے
- شعیب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ کیسی تمہاری عقلیں ماری گئیں ہیں۔ کیا میرے کنبہ و قبیلہ کا خوف و لحاظ تمہیں اللہ سے زیادہ ہے کہ تم کنبہ و قبیلہ کو تو اہمیت دیتے ہو جب کہ خدا کو تم نے پس پشت ڈال رکھا ہے
- یاد رکھو میرا رب جو کچھ تم کر رہے ہو یا کرنے والے ہو سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ مجال نہیں ہے کہ تم کوئی قدم اس کے اذن کے بغیر اٹھا سکو۔ میرا بھروسہ میرے رب پر ہے، تم جو کرنا چاہتے ہو کرو۔ میرا آقا و مولا بھی وہی ہے اور میرا ملجا و ماویٰ بھی وہی۔ میری قوت بھی وہی ہے اور میری پناہ گاہ بھی وہی
- حضرت شعیب کے اس جواب میں قریش کے لیے یہ پیغام مضمر ہے کہ تمہیں بھی محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے یہی جواب ہے۔ کہ آپ ﷺ کو بھی انہی حالات کا اسی ذہنیت کا سامنا تھا

وَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّیۡنَا شُعَیۡبًا وَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَ اَخَذَتِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الصَّیۡحَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دِیَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ ﴿۹۴﴾ کَاَنۡ لَّمۡ یَغۡنَوۡا فِیۡهَا ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّمَدۡیَنَ کَمَا بَعِدَتۡ ثَمُوۡدُ ﴿۹۵﴾

حجت کا اتمام

- جب شعیب علیہ السلام نے قوم پر دعوت و تبلیغ کے ہر اسلوب سے حجت تمام کر دی، نیک و بد کو واضح کر دیا اور پھر بھی قوم اپنی ڈگر سے ہٹنے کو تیار نہ ہوئی تو آخری بات کے طور پر آپ علیہ السلام نے وہی بات کی جس کا ذکر سورۃ الانعام سے چلا آ رہا ہے
- کہ تم تکذیب کے اس راستے پر چلنا چاہتے ہو تو شوق سے چلو، جو تم کر رہے ہو کرتے چلے جاؤ، تم بھی انتظار کرو اور میں بھی انتظار کرتا ہوں کہ اللہ ہم دونوں میں کیا فیصلہ کرتا ہے، عنقریب تم دیکھ لوگے کہ اللہ کی طرف سے ایک عذاب آئے گا جو سچے اور جھوٹے میں فیصلہ کر دے گا۔
- حجت تمام ہونے اور پیغمبر کی قوم کو آخری بات بتا دینے کے بعد "امر الٰہی" کا ظہور باقی رہ جاتا ہے
- بالآخر اللہ کا حکم آن پہنچا، شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو جس عذاب کے انتظار کے لیے کہا تھا آخر وہ عذاب آگیا اور وہ اس طرح آیا کہ ایک کڑک اور دھماکے نے ان کے جگر پاش پاش کر دیئے اور قرآن کریم کی دوسری تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر ان پر زلزلہ بھی آیا اور آسمان پر اس طرح گھٹا تل کے آئی جس سے ان پر پتھر برسائے گئے۔ وہ آواز ہی کے دھماکے سے اوندھے منہ اپنے گھروں میں گر گئے اور ہلاک ہو گئے
- عذاب کی تکمیل کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان گھروں میں کبھی کوئی آباد تھا ہی نہیں اور یہ ایک ویرانہ تھا جس میں کبھی کوئی بسنے والا نہیں بسا تھا۔
- لوگو! اچھی طرح سن لو، کہ اہل مدین کے لیے ہلاکت اور اللہ کی رحمت سے دوری جیسی ثمود ہلاک کیے گئے اور ان کی دوری ہوئی

اضافی مواد

Reference Material

حضرت شعیب علیہ السلام اور اہل مدین

- حضرت شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے اور ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے، آپ تیسرے پیغمبر ہیں جو عربوں میں ہیں۔ اُن سے پہلے ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام عربوں میں سے تھے، شعیبؑ بڑے فصیح و بلیغ مقرر تھے۔ شیریں کلامی، حسن خطابت اور طرز بیان میں اپنا منفرد انداز رکھتے تھے اس لیے آپ کو "خطیب الانبیاء" کہا جاتا ہے، یعنی شعیب علیہ السلام پیغمبروں کے درمیان فن خطابت کے ماہر تھے (كانَ شُعَيبٌ خَطِيَبَ الأنبياءِ)
- آپ اور آپ کی قوم کا تذکرہ قرآن مجید میں سورۃ عراف، سورۃ ہود اور سورۃ شعراء میں قدرے تفصیل آیا ہے جبکہ سورۃ حجر، سورۃ قصص اور سورۃ عنکبوت میں مختصراً
- قرآن مجید میں نام کے ساتھ آپ کا ذکر ۱۱ آیات میں آیا ہے۔ ان مقامات پر یہ ذکر شعیب علیہ السلام کی رسالت کے مختلف فرائض، سماجی حقوق، اخلاقیات، توحید کی ترویج، معاشی اصلاحات کے بارے میں ہے، اور شعیب علیہ السلام کی رسالت کا انکار کرنے والوں اور ان پر نازل کئے گئے عذاب کے بارے میں بیان ہوا ہے۔
- آپ کو اہل مدین اور ایکہ والوں کی طرف مبعوث کیا گیا (بعض مفسرین کے مطابق مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی قبیلے کے دو نام ہیں۔ یہ اپنے جدِ امجد کی نسبت سے مدین کہلائے اور زمین کی طبعی اور جغرافیائی حیثیت سے اصحابِ ایکہ کے نام سے مشہور ہوئے جبکہ بعض دوسرے مفسرین نے انہیں الگ الگ قبیلے بتایا ہے، ان کے نزدیک مدین شہری اور متمدن تھے جبکہ اصحابِ ایکہ دیہاتی اور بدوی تھے، ان کے نزدیک سورۃ الحجر کی آیت ۷۹ میں وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ "اور اِن دونوں قوموں کے اجڑے ہوئے علاقے کھلے راستے پر واقع ہیں" میں هُمَا تثنیہ کی ضمیر سے مدین اور اصحاب ایکہ ہی مراد ہیں نہ کہ مدین اور قومِ لوط)

حضرت شعیب علیہ السلام اور اہل مدین

- قومِ مدین: مدین شہر اور اس کے نواحی علاقہ میں آباد تھی جو خلیج عقبہ کے داہنی (مشرقی) طرف کے علاقہ تھا۔ یہ شہر بحر احمر کے اس مقام پر آباد تھا جہاں جزیرہ نمائے عرب کی دو تجارتی شاہراہیں آکر ملتی تھیں۔ ایک شاہراہ شمالاً جنوباً تھی جو شام سے یمن جاتی تھی اور دوسری شرقاً غرباً تھی جو عراق سے مصر کو جاتی تھی (یہی وہ تجارتی شاہراہیں تھیں جن کا حوالہ سورۃ قریش میں ہے، یعنی صَيْف (گرمی) اور شِتَاء (سردی) کے دونوں زمانوں میں قریشی قافلوں کے لیے یہ متعارف اور بڑی تجارتی سڑک تھی۔ یہ علاقہ ان شاہراہوں کے مقام انقطاع (intersection) پر واقع تھا۔ قرآن مجید نے مدین سے گذرنے والے تجارتی راستے کو امامِ مبین (کھلی شاہراہ) قرار دیا جو قومِ لوط اور اہل مدین دونوں کے علاقے سے گذرتی تھی (فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ 15:79)، یہ شام سے متصل حجاز کا آخری حصہ ہے
- یمن و شام اور عراق و مصر کے تمام تجارتی قافلے یہیں سے گزرتے تھے۔ جس کی وجہ سے یہ علاقہ اس زمانے کا بہت بڑا تجارتی مرکز بن گیا تھا۔ نتیجتاً یہاں کے لوگ بہت خوشحال ہوگئے تھے
- اہل مدین کے بارے میں اہل علم کا خیال ہے کہ در حقیقت مدیان کی اولاد ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ یہ آپؑ کی تیسری بیوی قطورا سے تھے، اور اسی لیے یہ خاندان "بنی قطورا" کہلاتا ہے، حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے، مدین اپنے اہل وعیّال کے ساتھ اپنے سوتیلے بھائی، حضرت اسماعیل علیہ السّلام کے قریب ہی حجاز میں آباد ہوگئے تھے (لیکن اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کی طرح نبی نہیں تھے)، آپ کی اولاد مدین کے علاقے میں پھیلی

حضرت شعیب علیہ السلام اور اہل مدین

- **اہل مدین کے فساد کی نوعیت :** اہل مدین، مدیان کی اولاد ہیں، اگر یہ خیال درست ہے تو پھر یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ وہ کافر نہیں بگڑے ہوئے مسلمان تھے کیونکہ مدیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹا ہونے کی وجہ سے یقیناً مسلمان ہوں گے اور ان کی اولاد بھی مسلمان رہی ہو گی۔ اور پھر آہستہ آہستہ ان میں خرابیاں پیدا ہوئیں
- **اہلِ مدین کی بنیادی خرابی** تو شرک کی ہی خرابی تھی اور یہی وہ شجر خبیثہ ہے جس کے برگ و بار انسانی زندگی کے معاشرتی، سماجی، معاشی اور دیگر تمام شعبوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ چونکہ اہل مدین کا سب سے نمایاں پہلواُن کی تجارت اور اقتصاد تھا لہٰذا قومی اور اجتماعی زندگی کا یہ شعبہ جب شرک کے تصرف میں آیا تو اس نے اس شعبے کے اندر بھی انڈے بچے دیئے جس نے آگے آگے چل کر معاشرے میں معاشی فساد (Economic disorder) پیدا کیا، جسے وہ معاشی خوشحالی کا سبب سمجھتے تھے
- حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مختلف سماجی بُرائیوں میں مبتلا تھی۔ مال و دولت کی حرص نے اسے اندھا کر دیا تھا۔ لوٹ کھسوٹ کرنا، دوسروں کا حق مارنا، جائز و ناجائز کی پرواکیے بغیر اسباب معیشت اکٹھا کرنا اس کی پہچان بن گئی تھی۔ اس چیز نے ان کے سماج کو فتنہ و فساد کی آماج گاہ بنا دیا تھا
- انہوں نے ناپ تول میں کمی کرنے کو اپنا پیشہ ورانہ ہنر بنالیا۔ اس فن کے ایک سے ایک بڑھ کر ماہر ان میں پیدا ہونے لگے اور کسی کے اندر اس امر کا احساس بھی باقی نہیں رہا کہ یہ ترقی و کامرانی کی راہ نہیں بلکہ فساد فی الارض کی راہ ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور اہل مدین

- قرآنِ مجید نے اس بگاڑ کو فساد فی الارض کیوں کہا ہے؟اس لیے کہ اس فساد نے انسانی زندگی کے کئی شعبوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا- کم فروشی کے ذریعے فساد، لوگوں کے حقوق غصب کرنے کا فساد اور ان کے حقوق پر تجاوز کا فساد، معاشرتی میزان اور اعتدال کو درہم برہم کرنے کا فساد، اموال اور اشخاص پر عیب لگانے کا فساد- گویا لوگوں کی حیثیت، آبرو، ناموس اور جان کے حرمت پر تجاوز کرنے کا فساد –ظاہر کا ایک فساد دوسرے کتنے ہی فسادوں سے جڑا ہوا تھا جس نے انسانی زندگی اجیرن کر رکھا تھا
- ناپ تول میں کمی اور بیوپار میں بے ایمانی کے علاوہ اہل مدین راستوں میں بیٹھ کر لُوٹ مار کرتے، لوگوں کے اموال چھینتے اور غنڈا ٹیکس وصول کرتے، بلکہ زبردستی کے اس غنڈا ٹیکس کی بنیاد قومِ شعیبؑ ہی نے رکھی
- یہ قوم حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں حقوق کو شدید طریقے سے پامال کر رہی تھی
- شعیب علیہ السلام کی دعوت: آپ نے اپنی دعوت کی بنیاد اسی اساسی حقیقت کو بنایا جو تمام انبیاءِ کرام کی دعوت کی بنیاد رہی ہے یعنی توحید کیونکہ شرک کے انحراف سے ہی تمام انحرافات کے دروازے کھلتے ہیں، اس کے ساتھ آپ نے ان کے معاشرتی اور معاشی فساد کی اصلاح کی دعوت بھی پورے یقین اور شرح صدر کے ساتھ دی
- آپ نے انہیں فرمایا کہ تم ناپ تول میں کمی مت کرو یہ پورے نظام معاشرت و معیشت کے درہم برہم کردینے کے ہم معنی ہے، یہ فساد فی الارض ہے، اگر تم اس روش پر قائم رہے تو بالآخر تمدن کی عمارت کی کوئی اینٹ بھی اپنے مقام پر قائم نہ رہ سکے گی اس لیے کہ خدا نے آسمان و زمین کو ایک میزان پر قائم کیا ہے- اور اس میں بگاڑ کا مطلب انسانی زندگی میں کلی بگاڑ ہے

حضرت شعیب علیہ السلام اور اہل مدین

- اہل مدین کا شعیب علیہ السلام کی دعوت کا جواب۔ آپ کی دعوت کے جواب میں اہل مدین نے شعیب علیہ السلام کو سخت برا بھلا کہا۔ آپ کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کا رویہ رکھا، قوم کے سرداروں نے آپ کو جلاوطن کرنے اور سنگسار کرنے کی دھمکیاں دیں اور قوم سے ان سرداروں نے یہ کہا کہ اگر تم شعیبؑ کے کہنے پر چلے (ان پر ایمان لائے) تو اس صُورت میں تمہیں سخت نقصان اٹھانا پڑے گا۔ (لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ)

اہل مدین سیکولرزم اور جاہلیت کی علمبردار قوم: آپ علیہ السلام کا اور نماز جو آپ پڑھتے تھے اس کا قوم نے یہ کہہ کر استہزاء کیا کہ تمہارا نیک ہونا اور تمہاری نماز کیا یہ سکھاتی ہے کہ تم ہمارے طرزِ زندگی اور ہمارے کاروباروں میں دخل اندازی کرو؟

- ان کے نزدیک گویا انسان کا نیک ہونا اور اس کی عبادات کا انسانی معاملات سے کوئی تعلق نہ ہونا چاہیے، انسانی زندگی اور معاملات کے چلانے والے عناصر، آباؤاجداد کے طور طریقے، معاشرے کے رسم ورواج، دوسری قوموں کے مستعار ضابطے، انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے قوانین.... میں سے کچھ بھی ہو لیکن انسانی زندگی خدائے واحد، مالک و خالق کی ہدایات اور اس کے بھیجے ہوئے قوانین سے خالی ہو، یہ خالصتاً الحاد اور سیکولرزم کا بیانیہ ہے، چار ہزار سال پہلے بھی جاہلیت کا یہ بیانیہ تھا اور اکیسویں صدی کی جدید جاہلیت کا بھی

شعیبؑ کی دعوت، نصیحت اور انذار کا جب قومِ مدین پر کوئی اثر نہ ہوا تو ان کا بھی آخر کار مرحلہ انجام آپہنچا، اللہ تعالیٰ روئے زمین پر کسی قوم کا فساد ایک خاص حد تک برداشت کرتا ہے۔ شعیبؑ نے اللہ سے دعا کی "رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ، "خدایا تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق سے فیصلہ فرمادے کہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے" بالاخر قومِ مدین کی کتابِ زندگی بھی اِس طرح بند کردی گئی کہ "گویا کبھی وہ اس سرزمین کے ساکن ہی نہ تھے"

حضرت شعیب علیہ السلام اور اہل مدین

اہل مدین پر عذابِ الٰہی کی نوعیت:

- قرآنِ کریم کی متعدد آیات کے جمع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوم شعیب علیہ السلام پر تین طرح کے عذاب آئے (ظُلَّة ، الرَّجْفَةُ ، الصَّيْحَةُ)

1. فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ - 26:189 انہوں نے اسے جھٹلا دیا، آخرکار چھتری والے دن کا عذاب ان پر آ گیا، اور وہ بڑے ہی خوفناک دن کا عذاب تھا

ایک شدید گرمی کے دن، ان پر گہرا بادل چھا گیا، جس سے ان پر سایہ ہو گیا اور تمام شہر والے اس سائے کے نیچے جمع ہو گئے (اور یوں یہ خدائی مجرم اپنی ہلاک ہونے کی جگہ پر پہنچ گئے)، جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو ان پر بادل سے آگ برسنے لگی (اسی بنا پر اسے سائبان والے دن کا عذاب کہا گیا ہے)

2. اس کے بعد ایک شدید زلزلہ آیا، فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ 29:37 آخرکار ایک سخت زلزلے نے انہیں آ لیا اور وہ اپنے گھروں میں پڑے کے پڑے رہ گئے

3. ساتھ ہی آسمان سے ایک سخت ہولناک اور جگر پاش چنگھاڑ سنائی دی، وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ 11:94 اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک سخت دھماکے نے ایسا پکڑا کہ وہ اپنی بستیوں میں بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے

کیا حضرت شعیبؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خُسر تھے

- بعض مفسرین نے حضرت شعیبؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خُسر قرار دیا ہے
- اس کی بنیاد یہ کہ جب موسیٰ علیہ السلام ایک قبطی کو مار کر مصر سے بھاگ کر مدین آئے اور ایک کنویں پر دو لڑکیوں کو جانوروں کو پانی پلانے میں مدد کی تو وہ انہیں اپنے باپ کے پاس لے گئیں اور انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے ۸ سال (بکریاں چرانے) کی اجرت کا معاہدہ کیا اور اس عرصے کے بعد ایک بیٹی کا نکاح ان سے کر لیا
- اِن مفسرین کے نزدیک ان لڑکیوں کا باپ حضرت شعیب علیہ السلام تھے اور یوں وہ موسیٰؑ کے خسر ہوئے
- پھر علامہ اقبال کا ایک شعر اس خیال کی مزید تقویت کا باعث بنا۔ اگر کوئی شعیب آئے میسر شبانی سے کلیمی دو قدم ہے
- یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام آٹھ یا دس سال تک چرواہے کی حیثیت سے حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں رہے اور یہ اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ علیہ السلام چرواہے سے کلیم اللہ بن گئے
- معلوم ہوتا ہے کہ ان روایات کا ماخذ بائبل (عہد نامۂ قدیم) کی کچھ روایات ہیں، جن میں Jethro نام کے ایک بزرگ کو موسیٰ علیہ السلام کا خسر بتایا گیا اور جسے بائیبل میں مدین کا نبی* (Priest of Midian) بتایا گیا ہے (* بائبل میں Priest کا لفظ نبی، عالم، امام، کاہن اور پادری کے لیے مستعمل ہے)، بائبل میں دوسرے مقامات پر انہیں Hobab اور Reuel کے ناموں سے بھی یاد کیا گیا ہے
- اس مفروضہ کو اگر حقائق و واقعات کی روشنی میں پرکھا جائے تو یہ درست ثابت نہیں ہوتا۔
- اس سلسلے میں کوئی صحیح حدیث مروی نہیں ہے جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ شعیبؑ، موسیؑ کے خسر تھے

کیا حضرت شعیبؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خُسر تھے

- اگر یہ فرض کیا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات آپ علیہ السلام کے زمانۂ دعوت میں ہوئی تھی یعنی اس وقت تک ابھی اہل مدین آپ علیہ السلام کی تکذیب کرکے عذاب کے مستحق نہیں ہوئے تھے تو اس واقعہ کا رنگ بالکل ہی مختلف ہونا چاہیے تھا
- اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس زمانے میں مدین پہنچے تھے جب اہل مدین پر عذاب آچکا تھا اور حضرت شعیب علیہ السلام اس وقت عذاب سے محفوظ رہ جانے والے مؤمنین کے ساتھ رہ رہے تھے تو ایسی صورت میں یہ ہرگز ممکن نہ تھا کہ اللہ کے رسول کی بیٹیاں یوں پریشان حال جنگل میں بکریاں چراتی پھرتیں اور امت میں سے کوئی ان کا پرسان حال نہ ہوتا۔
- بہر حال واقعہ کا انداز خود بتا رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات جس شخصیت سے ہوئی تھی وہ حضرت شعیب علیہ السلام نہیں تھے، بلکہ حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ بچ جانے والے مؤمنین کی نسل میں سے کوئی نیک سیرت بزرگ تھے
- قومِ مدین پر عذاب کے بعد شعیب علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے کہ آپ اہل ایمان کے ساتھ یمن یا پھر مکہ چلے آئے
- الدر المنثور في التفسير المأثور میں ایک روایت ہے جو ابن المنذر نے ابن جریج (رح) سے بیان کی ہے کہ حضرت موسیٰ کا نکاح دو میں سے بڑی بہن کے ساتھ ہوا جس کا نام صفورا تھا اور اس کا والد شعیبؑ کا بھتیجا تھا اس کا نام رعاویل تھا (اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بزرگ شعیب علیہ السلام نہیں تھے)
- حضرت شعیب علیہ السلام کو اگر مدین کا بیٹا یا پوتا مان لیا جائے جو ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے تو ان کا زمانہ موسیٰ علیہ اسلام سے کافی پہلے ہونا چاہیے، اس لحاظ سے یہ دونوں ہم عصر نہیں ہیں (دوسرے خیال کے ہمنوا مفسرین نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ آپ نے کافی طویل عمر پائی، لیکن اس صورت میں یعنی قوم پر عذاب کے بعد آپ مدین سے ہجرت کرگئے تھے)

قصہ قوم شعیب - رموز و اسباق

1. دعوت کی حکمت - حضرت شعیب علیہ السلام نے لوگوں کے نفسیاتی پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے اپنی دعوت کا آغاز کیا۔ (فرمایا، اے میری قوم قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ)

2. صرف اللہ کی بندگی کرنا دین اسلام کی خشتِ اول اور اسلامی نظام زندگی کی اساس ہے

3. توحید عملی کی بنیاد، توحید نظری ہے۔(سب سے پہلے اس بات کو جاننا اور ماننا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

4. قوم کی بے اعتدالی اور غلط روی پر داعی اللہ پریشان ہوتا ہے (إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ)

5. توحید کا اعتقاد اور نظریہ ایک صحیح و سالم اقتصاد کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے

6. قوم شعیب (علیہ السلام) میں اقتصادی امور میں بے عدالتی اور ناپ تول میں کمی کرنا، واضح ترین اقتصادی انحراف تھا

7. اقتصادی اور لین دین کے امور میں تجاوز اور کمی بیشی عین دین کا معاملہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالٰی نے قرآنِ مجید میں احکامات ارشاد فرمائے اور اس یں ملوث قوم کی طرف اللہ نے ان کی اصلاح کے لیے خصوصی طور پر اپنا پیغمبر بھیجا

8. انبیاء علیہ السلام کے مشن میں عبادت، عقائد، معاشرتی اور اقتصادی مسائل سب شامل ہوتے ہیں (محض عقائد و عبادات نہیں)

9. سوسائٹی میں امانت، عدل اور حسن معاملہ کے اصولوں اور ان معاملات کا تعلق اسلامی عقائد سے ہے۔

10. اقتصادی نظام کا درہم برہم ہونا معاشرے کی وسیع تباہی اور فساد کا سرچشمہ ہے

قصۂ قوم شعیب - رموز واسباق

.11 باہمی لین دین اور اقتصادی امور میں انحراف فساد فی الارض ہے (لوگوں کے اندر اس کی وجہ سے نفرت اور دوسرے برے جذبات پیدا ہوتے ہیں، لوگوں کا عدل وانصاف اور ان کے اداروں سے اعتماد اٹھ جاتا ہے، اجتماعی زندگی سے خیر ختم ہو جاتا ہے)

.12 ظلم وستم کے ذریعے اور استعماری ہتھکنڈوں سے بڑھنے والی دولت بے نیازی اور استغناء کا سبب نہیں بن سکتی

.13 حلال طریقے سے حاصل کیا ہوا سرمایہ چاہے وہ تھوڑا ہی ہو اگر خدا اور اس کے رسول پر ایمان کے ساتھ ہو تو بہتر ہے

.14 اللہ پر ایمان رکھنے والا اور نماز پڑھنے والا انسان کبھی اس طرح کے بھیانک اخلاقی جرائم کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔

.15 ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، جھوٹ بول کر مال بیچنا، ذخیرہ اندوزی، دھوکے اور رشوت میں ملوث افراد / قومیں دنیا کے قانون کی پکڑ سے بچ سکتے ہیں۔ مگر قومِ شعیب کا سبق ہے کہ اللہ کی پکڑ سے کوئی نہیں بچ سکتے

.16 شرعی طریقے سے تجارت جو ظلم واستحصال سے خالی ہو اس میں حلال منافع اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔(بَقِيَّتُ اللَّهِ)

.17 اللہ کی بتائی ہوئی حدود کے مطابق جائز ذرائع سے آنے والی کمائی زیادہ قیمتی اور زیادہ باقی رہنے والی ہے

.18 حلال اور انصاف سے حاصل ہونے والا منافع فقط اہل ایمان کے لیے خیر و بھلائی نہیں ہے بلکہ معاشرہ خواہ مومن ہو یا نہ ہو، عدل وانصاف دونوں کے لیے خیر و بھلائی ہے

.19 امت کی سعادت اور بھلائی، معارفِ الٰہی پر یقین کرنے، ان پر ایمان لانے اور احکام دین پر عمل کرنے میں ہے۔(یہ معارف خواہ انسان کی ذاتی زندگی سے متعلق ہوں یا اجتماعی سے، اقتصادیات سے متعلق ہوں معاشرت سے........)

20. قوم شعیب کے لوگ، مالکوں کو اپنے اموال کے تصرف کی آزادی میں محدود کرنے کو نا معقول اور صحیح خیال نہیں کرتے تھے (ان کے خیال میں مال کے حقیقی مالک وہی ہیں اور صرف انہی کو اس مال کے تصرف پہ اختیار ہونا چاہیے)

21. کوئی شخص اس وقت تک صحیح معانی میں توحید کا علمبردار نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے شخصی معاملات اور اجتماعی معاملات کو اپنے عقیدے کے ساتھ منسلک نہ کرے

22. قومِ مدین نے شعیب علیہ السلام کو نماز کا طعنہ دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز انکے دینی امور میں ایک واضح اور اہم امر تھا

23. نماز اسلامی نظریہ حیات اور ایمان کا لازمی تقاضا ہے اور اللہ کی پرستش اور بندگی کا متعین طریقہ ۔ جس کا اجراءِ اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں میں بھی کیا تھا

24. عقائد ہوں یا مالی و تجارتی معاملات، سب اسلامی نظام کے مجموعے کا ناگزیر حصہ ہیں، ان میں تفریق نہیں کی جا سکتی

25. اللہ تعالیٰ کسی محدود مذہبی دائرے میں لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم نہیں دیتا بلکہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق بالکل واضح ہدایات دیتا ہے

26. جس لین دین میں ظلم و استحصال نہ ہو اور روزی کو حاصل کرنے میں عدل و انصاف کا لحاظ رکھا جائے تو اللہ کے ہاں ایسی روزی، نیک اور حلال ہے۔

27. انسانی معاشرے کی اصلاح، توحید، ایک اللہ کی عبادت، لین دین، اقتصادی اور معاشرتی امور میں عدل و انصاف کرنے میں پوشیدہ ہے

قصۂ قوم شعیب - رموز واسباق

.28 مبلغین اور معاشرے کی اصلاح کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ دینی تعلیمات اور اپنے اصلاحی پروگراموں پر پابند رہیں جن کی دعوت وہ دوسروں کو دیں (ان کے قول اور فعل میں تضاد نہ ہو - وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ)

.29 ظلم واستحصال کے ذریعے اور استعماری ہتھکنڈوں سے بڑھنے والی دولت بے نیازی اور استغناء کا سبب نہیں بن سکتی (اس میں کوئی خیر ،برکت اور بھلائی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے بر عکس یہ تباہی وہلاکے کا موجب ہے)

.30 تجارتی اور پیشہ ورانہ بددیانتی، مال ودولت کی ہوس، انسانوں سے اچھے برے کی تمیز ختم کردیتی ہے

.31 انسان کی کامیابی کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور طاقت کا کارساز نہ ہونا یہ دلیل ہے کہ اس ذات پر توکل کیا جائے اور اس کے حضور جھکا جائے (وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ)

.32 جو معاشرہ کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ فقط اللہ کی ذات پر توکل کریں اور اس کے حضور جھکیں

.33 اسلامی نظریہ حیات کے نتیجے میں ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ وجود میں آتا ہے جس میں تمام لوگوں کے حقوق کا تحفظ ایک الٰہی اور دینی فریضہ سمجھ کے کیا جاتا ہے

.34 اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان، اس کی عبادت اور گناہوں سے معافی مانگنا، اللہ کی طرف توجہ اور اس کے تقرب کو حاصل کرنے کا پیش خیمہ ہیں۔ شعیب علیہ السلام کا لوگوں کو وعظ و نصیحت ، یاد دہانی، توبہ واستغفار کی ترغیب، اللہ کے رحیم اور ودود ہونے کا بتانا، پھر اچھے انجام کی یقین دہانی تمام ذرائع سے راہ راست پر لانے کی سعی و کوشش ہے (تبلیغ کی حکمت)

35. مادی اور سیکولر ذہنیت کے لوگ محض مادی قوتوں کو ہی خاطر میں لاتے ہیں۔ بلند عقائد، اعلی خیالات، پختہ نظریات اور بلند اقدار کی تفہیم اور ان اعلیٰ حقائق کے ادراک سے محروم ہوتے ہیں (قومِ مدین کا شعیب علیہ السلام پر ان کی قوم کی وجہ سے ہاتھ نہ اٹھانا — (وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ - تیری برادری نہ ہوتی تو ہم کبھی کا تجھے سنگسار کر چکے ہوتے)

36. اسلام اور جاہلیت کا تصورِ قوم و قبیلہ: شعیب علیہ السلام نے قوم و قبیلے کی طاقت و حیثیت کی کوئی پرواہ کی اور نہ اسے قابل ذکر سمجھا، نہ قوم اور قبیلے کی قوت پر اکتفاء کیا - ایک سچا مومن صرف اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ بھی صرف اللہ سے ڈریں۔ اگر اس کو قوم کی قوت و عصبیت حاصل بھی ہو تو وہ اس کو اسلام اور رب کے لیے استعمال کرتا ہے

37. مادی انسان کا بھروسہ قوم و قبیلے اور مادی اسباب و ذرائع پر ہوتا ہے جب کہ ایک حقیقی مومن کا بھروسہ اللہ کی ذات پر ہوتا ہے

38. کفر و شرک پر اصرار سخت عذاب اور تباہی کا باعث بنتا ہے . باطل خواہ کتنا ہی طاقتور ہو اس کا انجام رسوائی ہے

39. شرک ، ظلم ، ناپ تول میں کمی اور لین دین میں بے عدالتی و ناانصافی کرنا ، رحمت الٰہی سے دوری اور ہلاکت کے اسباب ہیں

40. مشکل حالات میں مومنین کو رحمتِ الٰہی کا انتظار کرنا چاہیے . اللہ تعالیٰ اصلاح کرنے والے انبیاء و مبلغین کو عذاب سے بچالیتا ہے

قصۂ قوم شعیب - رموز و اسباق

☜ خرید و فروخت میں دوسروں کے حق کو پورا نہ دینا انسانی زندگی میں ایسا روگ لگا دیتا ہے کہ یہ بد اخلاقی بڑھتے بڑھتے تمام حقوق العباد کے بارے میں حق تلفی کی خصلت پیدا کر دیتی ہے اور اس طرح انسانی شرافت اور باہمی اخوت و محبت کے رشتے کو کاٹ کے لالچ، حرص، خود غرضی جیسے رذائل کا حامل بنا دیتی ہے۔

☜ اسلام میں ناپ تول میں انصاف صرف اشیاء کی خرید و فروخت ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے تمام حقوق و فرائض میں ایک اصول کو بنیاد کار بنایا گیا ہے کہ اس کے ماننے والے کسی موقع اور کسی حالت میں بھی عدل و انصاف کی ترازو کو ہاتھ سے نہ جانے دیں

☜ خرید و فروخت کے درمیان ناپ تول میں کمی نہ کرنا اور انصاف کو برقرار رکھنا گویا ایک کسوٹی ہے۔ جو انسانی زندگی کے معمولی لین دین میں عدل و انصاف نہیں برتتا اس سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ اہم معاملات دینی و دنیوی میں عدل و قسط کو کام میں لائے گا؟

☜ ہماری غلطیوں میں سب سے بڑی مہلک غلطی یہ ہے کہ ہم قرآن عزیز کی تعلیم سے یکسر غافل ہونے کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھے کہ اسلامی زندگی کے ارکان میں صرف "عبادات" ہی اہم رکن ہیں اور معاملات میں درستی اور اصلاح کو اسلام میں کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں عام افراد تو ذکر ہی کیا، اکثر متقی اور پرہیزگار بھی حقوق العباد اور معاملات کو وہ اہمیت نہیں دیتے۔ مگر حقوق العباد کی حفاظت، معاشرتی عدل و انصاف اور معاملات میں دیانت و امانت کو اسلام میں کس درجہ اہم شمار کیا گیا ہے، وہ اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جلیل القدر پیغمبر کی بعثت کا مقصد اسی کو قرار دیا اور ان کو انہی امور کی اصلاح حال کیلئے رسول بنا کر بھیجا۔